سوال

ۃ"کی تشریح

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

بوی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے :

تیَّ یُقاتِلَ المُسلِمونَ الیَهودَ، فَیَقتُلُهُمُ المُسلِمونَ حَتَّی یَختَبِئَ الیَهودِيُّ مِن وَرَاءِ الحَجَرِ وَالشَّجَرِ، فَیَقولُ الحَجَرُ أوِ الشَّجَرُ: یا مُسلِمُ یا عَبدَاللهِ هذا یَهودِيٌّ خَلفي، فَتَعَالَ فاقْتُلهُ"

ں وقت تک نہیں آئے گی جب تک تمہاری یہودیوں سے جنگ نہ ہوگی۔ اس جنگ میں یہودی کسی پتھر یا پیڑ کے پیچھے چھپ جائے گا تو پتھر اور پیڑ بھی بول پڑیں گے کہ اے مسلم، اے اللہ کے بندے ادھر ایک یہودی ہے۔ آؤ اور اسے قتل کردو۔''

میرا سوال یہ ہے کہ اس حدیث کی رو سے کیا یہودیوں کے ساتھ ہماری جنگ قیامت تک جاری رہے گی؟ کیا واقعی پیڑ اور پتھر حقیقت میں بولیں گے؟ کیا یہ سب کچھ مسلمانوں کی عزت افزائی کے لیے ہوگا؟ کیا آج کے مسلمان اس عزت افزائی کے اہل ہیں؟ یا اس کی حقدار ہماری آئندہ نسلیں ہوں گی؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

م السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ث کی روایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی ہے اور یہ متفقہ طور پر صحیح حدیث ہے۔ بخاری و مسلم شریف کی عبارت یوں ہے :

تقومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا اليَهودَ حَتَّى يَقولَ الحَجَرُ وَرَاءَهُ اليَهودِيُّ يا مُسلِمُ هذا يَهودِيٌّ وَرَائي فَاقْتُلْهُ"

تک نہیں آئے گی جب تک تمہاری یہودیوں سے جنگ نہ ہوگی۔ حتیٰ کہ اس جنگ میں جس پتھر کے پیچھے یہودی چھپا ہوگا وہ بھی بول پڑے گا کہ اسے مسلم میرے پیچھے یہودی ہے اسے قتل کرو۔''

ث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشن گوئی کی ہے۔ اس پیشین گوئی کو کئی صدیاں گزر چکی ہیں اور آج کا مسلمان اس حدیث کو پڑھ کر عجیب صورت حال سے دوچار ہوجاتا ہے جب وہ یہ سوچتا ہے کہ یہودیوں کی طاقتور پوزیشن اور مسلمانوں کی ابتر صورتِ حال کے پیش نظر یہ پیشین گوئی کیونکر شرمندہ تعبیر ہوسکتی

مسلمان حیران تھا کہ اس قوم سے ہماری جنگ کیسے ہوسکتی ہے، جسے ہم نے پناہ دی ہے۔ آخر کہاں سے اسے قوت وطاقت نصیب ہوگی کہ ہمارے مقابلے میں آکر وہ جنگ کرسکے۔ لیکن اس کے باوجود جنگ کا آغاز ہوگیا۔ یہ جنگ اس دن سے شروع ہوگئی جب یہودیوں نے فلسطین اور مسجد اقصیٰ پر غاصبانہ

یکن وہ جنگ جس کی پیشین گوئی اس حدیث میں ہے اور جس میں مسلمانوں کو یہودیوں پر فتح حاصل ہوگی ہمیں پورا یقین ہے کہ لامحالہ وہ جنگ شروع ہوگی۔ لیکن کب شروع ہوگی اس کا علم اللہ ہی کو ہے۔ ہمارے لیے اہم بات یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر کے مطابق کبھی نہ کبھی یہ جنگ شروع ہوگی۔ یہ

دہ صورت حال یہ ہے کہ یہودی قوم چاہے دنیا کے کسی کونے میں ہو متحد ہوکر اور اپنی تمام تر قوت وطاقت کو بروئے کار لاتے ہوئے مسلمانوں کے خلاف برسرِ پیکار ہے۔ اس راہ میں وہ اپنا مال بھی خرچ کررہی ہے، حالانکہ وہ دنیا کی بخیل ترین قوم ہے۔ وہ اپنی جانیں بھی قربان کررہی ہے، جب کہ انھیں اپنی ج

، پر فتح کی بشارت سناتی ہے، یہ بھی بتاتی ہے کہ وہ کون خوش نصیب مسلمان ہوں گے جنھیں یہ فتح حاصل ہوگی۔ ان کے اوصاف کیا ہوں گے اور وہ کس طرز کی جنگ لڑیں گے۔ یہ اوصاف حدیث کے الفاظ میں یوں ہیں "عبداللہ" یعنی اللہ کا بندہ اور "مسلم" وہ اللہ کے بندے ہوں گے، مال ودولت اور جاہ وکر

ب سوال یہ ہے کہ پیڑ اور پتھر کا بولنا کیا واقعی حقیقی انداز میں ہوگا یا محض زبان حال سے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں صورتوں کے امکانات ہیں۔ اللہ کی قدرت سے کچھ بھی بعید نہیں ہے بے جان پیڑ پتھر بول پڑیں۔ ہم نے رواں صدی میں انسانی ہاتھوں سے بنائی گئی سینکڑوں اسی محیر العقول چیزیں دیکھی،

اب رہا یہ سوال کہ یہودیوں کے ساتھ ہماری جنگ کیا قیامت تک جاری رہے گی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث کا ہرگز یہ مفہوم نہیں ہے کہ یہودیوں سے اس قسم کی جنگ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے اور یہ کہ یہ جنگ قیامت تک جاری رہے گی۔ بلکہ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ قیامت کے برپا ہونے سے پہلے

لجامع الصغیر" میں پچیس ایسی حدیثیں "لَا تَقُومُ السَّاعَةُ..." کا صیغہ موجود ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت اس وقت تک برپا نہیں ہوگی جب تک فلاں فلاں چیزیں وقوع پذیر نہ ہوجائیں گی۔ ان میں بعض ایسی چیزیں ہیں جو واقع ہوچکی ہیں۔ مثلاً کسی حدیث میں قیامت سے قبل ترکوں سے جنگ کی پیشین گوئی ہے اور

دیوں سے جنگ والی حدیث پڑھ کر سوال کرنے والے نے غالباً یہ مفہوم اخذ کرلیا کہ یہودیوں سے ہماری فیصلہ کن جنگ قیامت سے قریبی زمانہ میں ہوگی حالانکہ حدیث میں اس بات کا ذکر نہیں ہے کہ یہ جنگ کس زمانے میں ہوگی۔ بہت ممکن ہے کہ وہ زمانہ اب بہت دور نہ ہو کیونکہ ایک طرف یہودیوں نے جس طر

نَصرُ اللهِ قَرِیبٌ"

لاشبہ اللہ کی مدد قریب ہی ہے۔''

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ یوسف القرضاوی

قرآن اور حدیث، جلد:2، صفحہ:32

محدث فتویٰ